دار أهل السنة
لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: قومِ مسلم کو درپیش چیلنج اور ان کا حل

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرزاق ہنگورہ، مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

عددِ صفحات: ۱۰

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

قومِ مسلم کو درپیش چیلنجز(Challenges)اور ان کا حل

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اُمّتِ مسلمہ کا عدمِ اتفاق اور باہمی اِفتراق

برادرانِ اسلام! اسلام ایک عالمگیر آفاقی مذہب، کامل واکمل دِین، اَبدی ضابطۂ حیات اور اَمن وسلامتی کا علمبردار ہے، اسلام اتحاد، اتفاق اور یکجہتی کی دعوت ودَرس دیتا ہے، اتحاد کا معنی آپس میں متحد واکٹھے ہو کر رہنا ہے۔ لفظِ اتحاد اتنا جامع واکمل ہے جو اپنے اندر مَعانی کا ایک سمندر لیے ہوئے ہے، اتفاق واتحاد کی بدَولت اِنفرادی، فکری، مُعاشَرتی، اقتصادی، علمی وفنی اور سائنسی قوّت میں یکجہتی حاصل ہوتی ہے، باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، اور بہترین فِضاء قائم ہوتی ہے۔

اِتحاد ہر طرح کی سعادت وبھلائی کی بنیاد، انسانیت کی تعمیر وترقی کا سُتون، مُعاشی ومُعاشرتی کثیر فوائد، کسی بھی ملک وقوم کے لیے راحت وسُکون، ترقی وکامیابی کا سبب، اور ایک عظیم وعمدہ نعمت ہے۔ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے اتحاد کا حکم دیتے ہوئے ارشاد

فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[1] "سب مل کر اللہ تعالی کی رَسّی مضبوط تھام لو، اور آپس میں فرقوں میں نہ بٹ جانا!" یعنی دینِ اسلام کے اُصول وقواعد اور اللہ ورسول کے فرامین پر عمل پیرا رہنا ہے؛ کیونکہ اتفاق وہی اچھا ہے جو اللہ ورسول کی اِطاعت پر کیا جائے، ان کا راستہ چھوڑ کر اتفاق اتفاق نہیں، بلکہ کمزوری وبدبختی ہے!۔

آج مسلمانوں کی نااتفاقی اور باہمی اِفتراق بھی ایک بہت بڑا چیلنج (Challenge) ہے، جس کے سبب عالَمِ کفر ہر سَمت سے مسلمانوں کی تباہی وبربادی کے درپے ہے، جس کی نشاندہی احادیثِ مبارکہ میں کی گئی ہے، حضرت سیّدنا ثوبان رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلى الله تعالى عليه وسلم نے ارشاد فرمایا: «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا» "عنقریب دیگر اقوام تم پر یُوں ٹُوٹ پڑیں گی، جیسے بھوکا کھانے سے بھرے پیالے پر ٹُوٹتا ہے" کسی نے عرض کی کہ کیا ایسا ہماری قلّت کے باعث ہوگا؟ فرمایا: «بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْـمَهَابَةَ مِنكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ» "بلکہ اُن دنوں تم اکثریت میں ہوگے، لیکن ایسے بے کار ہوگے جیسے سیلاب کا لایا ہوا کُوڑا! اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دے گا!" سائل عرض گزار ہوا کہ یارسولَ اللہ! بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: «حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ المَوتِ!»[2] "دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا!"۔

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٠٣.

(٢) "سنن أبي داود" باب في تداعي الأمم على الإسلام، ر: ٤٢٩٧، صـ٦٠٣، ٦٠٤.

لہذا ضروری ہے کہ تمام مسلمان اپنے باہمی اختلافات بھلا کر، اتفاق واتحاد کی لڑی میں جُڑ جائیں، اور کفّار کے آلۂ کار بن کر کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارَوائی میں شریک نہ ہوں، بلکہ جہاں کہیں مسلمانوں پر حملہ ہو تو تمام مسلمان مل کر ان کی مدد کریں! ہمارے کسی بھی مسلمان ملک یا مسلمان بھائی کو تکلیف، پریشانی یا کوئی بھی مصیبت پیش آئے، تو دنیا بھر کے تمام مسلمان اور مسلم ممالک اسے اپنی تکلیف سمجھیں؛ کہ مسلمان سب ایک جان کی مانند ہیں، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً» "مسلمان مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کے سہارے مضبوط رہتا ہے"۔ رَحمت عالمیان ﷺ نے یہ فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کر کے اشارہ فرمایا(۱)۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو باہم تعاوُن ومدد کرنی ہے، چاہے وہ ہمارا رشتہ دار ہو، یا پڑوسی، شہری، ہم وطن یا دینی بھائی ہو۔ اسی طرح ہر اسلامی ملک دیگر اسلامی ممالک کی، ہر مصیبت وپریشانی وناگہانی آفات وتکالیف میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے؛ کہ وہ ہمارے بھائی ہیں!۔

اِقتصادی زبُوں حالی

حضراتِ ذی وقار! آج اُمّتِ مسلمہ کو جن چیلنجز (Challenges) کا سامنا ہے، ان میں سے ایک مسلم ممالک کی اِقتصادی زبُوں حالی (Current Economic Situation) بھی ہے، اللہ تعالی پر توکُّل وبھروسا کے بجائے، کفّار ومشرکین سے مدد کی امید قائم رکھنا بھی، اس مصیبت کی ایک بڑی وجہ ہے، حالانکہ

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المظالم، باب نصر المظلوم، ر: ٢٤٤٦، صـ٣٩٤.

جب یہ حکمِ خداوندی نازل ہوا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾[1] "اے ایمان والو! مشرک نِرے ناپاک ہیں، تو اس برس کے بعد وہ مسجدِ حرام کے پاس نہ آنے پائیں!"، "نہ حج کے لیے، نہ عمرہ کے لیے، اور اس سال سے مراد ۹ ہجری ہے، اور مشرکین کے منع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ان کو روکیں!۔ اس پر کچھ لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان پہنچے گا، اور اہلِ مکّہ کو مالی تنگی پیش آئے گی"[2] تب انہیں بتایا گیا: ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ﴾[3] "اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے، عنقریب اللہ اگر چاہے تو اپنے فضل سے تمہیں دَولتمند کر دے گا"۔

"حضرت سیّدنا عِکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو غنی کر دیا، بارشیں خُوب ہوئیں، اور پیداوار بھی کثرت سے ہوئی۔ حضرت مُقاتل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ خطۂ یمن کے لوگ مسلمان ہوئے، اور انہوں نے اہلِ مکّہ پر اپنی کثیر دَولتیں خرچ کیں۔

"اگر چاہے" فرمانے میں یہ تعلیم ہے، کہ بندے کو چاہیے کہ طلبِ خیر اور دفعِ آفات کے لیے، ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہے، اور تمام اُمور کو اُسی پروَردگار کی مشیئت سے متعلق جانے"[4]۔

---

(١) پ ١٠، التوبة: ٢٨ .

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۰، التوبۃ، زیرِ آیت: ۲۸، ص۳۵۳۔

(٣) پ ١٠، التوبة: ٢٨ .

(٤) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۰، التوبۃ، زیرِ آیت: ۲۸، ص۳۵۳۔

عزیزانِ مَن! عالمِ اسلام کے عظیم مفکر و مدبّر، ماہرِ فقہِ اسلامی، و مُعاشیات واِقتصادیات، امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، اپنے ایک تاریخی فتویٰ میں مسلمانوں کو مُعاشی پسماندگی سے نکلنے کی تدبیرِ فلاح واِصلاح اور نَجات کے اُصول بیان کرتے ہوئے لکھا کہ "(مسلمان) اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے؛ کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت (پیشہ) وتجارت کو ترقی دیتے؛ کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ (Europe and America) والے چھٹانک بھر تانبا، کچھ صناعی کی گڑھنت کرکے، گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں، اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں!!۔

تونگر (مالدار) مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے، سُود شریعت نے حرامِ قطعی فرمایا ہے، مگر دیگر سَو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں، جن کا بیان کتبِ فقہ میں مفصَّل ہے، ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے؛ کہ انہیں بھی فائدہ پہنچتا، اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت بَر آتی، اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں (ہندُو) بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں، ان سے بھی محفوظ رہتے، اگر مدیونی (مقروض) کی جائداد ہی لی جاتی، مسلمان ہی کے پاس رہتی، یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنیے چنگے "[1]۔ واقعی اگر آج بھی ان اُصول وضوابط پر ہم کاربند ہو جائیں، تو کچھ بعید نہیں کہ کامیابی، کامرانی اور خوشحالی ہمارے قدم چُومے!۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب السیر، رسالہ "تدبیرِ فلاح ونَجات واِصلاح" ۱۱/۶۰۱، ملتقطاً۔

تکفیریت (مسلمان کو کافر کہنا)

میرے محترم بھائیو! عالَمِ اسلام کو درپیش ایک بڑا چیلنج (Challenge) تکفیریت اور تکفیری سوچ بھی ہے، جس نے اسلام کی بنیادوں اور بنیادی اُصول کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ تکفیری سوچ مکمل طور پر اسلام دشمن اور اسلام مخالف مکتبِ فکر ہے، بعض لوگ غلط تجزیہ وتحلیل کے ذریعے، تکفیری مکتبِ فکر کو اسلام سے نسبت دینے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تکفیری فکر کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات ﷺ ساری زندگی اصلاحِ اُمّت میں کوشاں رہے، اور اسی کا درس بھی دیتے رہے، حجۃ الوَداع کے موقع پر میدانِ عرَفات میں اپنی اُمّت کو ایک یادگار وعظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں تعلیماتِ اسلامیہ کی رَوشنی میں زندگی کا لائحہ عمل پیش کیا۔ اس خطبہ کا ہر ہر جملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، ہر جملہ میں ہدایت ورَہنمائی کے بہت سے پہلو نمایاں ہیں، اس خطبہ میں ایک اہم وصیت، یعنی انسانی جانوں کی حرمت بھی بیان فرمائی، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّاراً، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ»[1] "میرے بعد کفر کی طرف مت لَوٹ جانا، کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو!"۔ محدثینِ کرام اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "کافروں جیسے مت ہو جانا، اسلام پر ثابت قدم رہنا، اور مسلمانوں کی جان ومال کو مُباح (حلال) مت جاننا؛ کہ ان سے لڑائی کرکے انہیں قتل کرو، اور ان کا مال چھینو! یہ کام مسلمان کا نہیں کفّار کا ہے"[2]۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب العلم، باب الإنصات للعلماء، ر: ۱۲۱، صـ۲٦.

(۲) "نزہۃ القاری" کتاب العلم، ۱/۴۱۴، ملخصًا۔

کسی مسلمان کو کافر کہنا، گویا اس کے قتل کو حلال ٹھہرانا ہے

جانِ برادر! کسی بھی غلطی یا گناہ پر کفر کا فتویٰ لگانا، یا کسی کو کافر کہہ دینا، دین اسلام میں غُلو ہے، یہ کفر کا فتوی مسلمان کے جان ومال کی حِلّت کا سبب بنتا ہے، اور اسے دینِ اسلام سے جبراً خارج کرتا ہے، اور یہ اُس مسلمان پر بہت بڑا ظلم ہے؛ کہ کسی کو کافر قرار دینے کے سبب، اس سے اس کی بیوی بھی جُدا ہوگی، وہ شخص وراثت کے حق سے بھی محروم ہوگا، مرنے کے بعد غسل وکفن، نمازِ جنازہ ودعا سے بھی محروم ہوگا، اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا جائے گا، اور اُس پر مرتَّب ہونے والے تمام اُمور واَحکام کا ذمّہ دار وہ شخص ہوگا، جس نے اسے کافر قرار دیا!!۔

مسلمان کو کافر کہنا سخت حرام اور اسے قتل کرنے کے مترادِف ہے، حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَهُوَ كَقَتْلِه، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِه!»[1] "آدمی اپنے مسلمان بھائی کو "کافر" کہہ کر پکارے، تو یہ اسے قتل کرنے کے مترادِف ہے، اور مؤمن پر لعنت کرنا بھی ایسا ہی ہے!"۔

مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا بھی بے حد ضروری ہے، فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ "کسی کو بطورِ گالی کافر کہا تو وہ کافر نہ ہوگا، اور اگر کافر جان کر کہا تو کہنے والا خود کافر ہوگیا"[2]۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمان کتنا ہی گنہگار ہو اسے کافر نہیں کہہ سکتے، اور جو مسلمان کو کافر کہے تو اسے حاکمِ وقت سزا دے۔ لہٰذا ہمیں اس سنگین جُرم سے ہمیشہ بچتے رہنا ہے!!۔

---

(١) "المعجم الكبير" أبو قلابة عن عمّه ...إلخ، ر: ٤٦٣، ١٨/ ١٩٤.

(٢) "الفتاوى الهنديّة" كتاب السِير، الباب ٩ أحكام المرتدّين، ٢/ ٢٧٨.

درپیش مسائل کا حل

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اس ضمن میں درج ذیل تجاویز اہمیت کی حامل ہیں:

(۱) عالَمِ اسلام کو درپیش گلوبلائزیشن (مختلف ممالک کے درمیان مُعاشی تعلقات کا وہ پھیلاؤ جس کے نتیجے میں ایک عالَمی معیشت وُجود میں آئی، جس نے ہر قومی معیشت کو دیگر معیشتوں کا محتاج بنا دیا ہے، کوئی بھی ملک خود کفیل نہیں، سب کو دوسرے ممالک کے ساتھ پیداواری اشیاء کے تبادلے کی ضرورت پیش آتی ہے) کے چیلنج (Challenge) سے نمٹنے کے لیے، جامع پالیسی اور سفارشات مرتَّب کرکے، ایک عالمگیر اسلامی بھائی چارگی پر مبنی نظریہ پیش کیا جائے، جو اُخوّت، مشترکہ مُعاشی واقتصادی منڈی، اسلامک یو - این - او United Nations) Organization) پر مشتمل ہو۔

(۲) حج کے موقع پر پورے عالَمِ اسلام کی خارجہ پالیسی تشکیل دے کر، مستقبل کا مشترکہ لائحۂ عمل مرتَّب کیا جائے۔

(۳) نَوجوان نسل کو گلوبلائزیشن (Globalization) کے مضرّ اثرات سے بچانے کے لیے، مسلم یوتھ پالیسی (Muslim Youth Policy) کے نام سے ایک نظامِ عمل تشکیل دے کر، انہیں بے راہ روی سے بچایا جائے۔

(۴) سوشل میڈیا (Social Media) کے مثبت ومنفی پہلوؤں کا اِحاطہ کرکے، نوجوانوں کو انٹرنیٹ (Internet) اور جدید ذرائعِ اِبلاغ Modern) Media) کے مثبت اور درست سَمت استعمال کی جانب راغب کیا جائے۔

(۵) گلوبلائزیشن (Globalization) کے چیلنج (Challenge) سے نمٹنے کے لیے مسلم نوجوانوں کو جدید عصری علوم، اور سائنس وٹیکنالوجی (Science and Technology) سے آراستہ کرنے کے لیے، نصابِ تعلیم کو ہنگامی بنیادوں پر عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے، قدیم وجدید کا اِمتزاج پیدا کیا جائے۔

(٦) دہشتگردی (Terrorism)، انتہاء پسندی (Extremism) اور تکفیریت کے مُہلِک زہر سے بچنے کے لیے، اسلام کے تصوُرِ امن وامان کی رَوشنی میں اسلام کی اصل رُوح، اور تعلیمات کو دنیا کے سامنے اُجاگر کیا جائے، اس کے لیے عالمی سطح پر بالعموم، اور ملکی سطح پر بالخصوص سیمینارز (Seminars)، مذاکرات اور کانفرنسز (Conferences) کا اہتمام کرکے، صالح بحث وتمحیص کے ذریعے، اسلام کے آفاقی پیغامِ امن ومحبت کی ترویج کی جائے۔

(٧) اسکولز (Schools)، کالجز (Colleges) اور یونیورسٹیز (Universities) کی سطح پر، "درپیش عالَمی مسائل اور دینِ اسلام" کے عنوانات پر مُباحثوں، تقریری وتحریری مقابلوں، اور تحقیقی مقالہ جات کے ذریعے عالمِ اسلام کو وَحدت کی لڑی میں پِرَونے کی کوشش کی جائے۔

(٨) موضوعِ تحقیق کے ذریعے ایک راہِ عمل کا تعیُن کرکے، محققین اور اسکالرز (Researchers and Scholars) کو نئے فکری زاویوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، مزید تحقیق کی طرف راغب کیا جائے۔

ان کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً رُونما ہونے والے حالات، واقعات اور جدید درپیش مسائل پر علماء، مشایخ اور مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے ماہرین سے رَہنمائی حاصل کرکے، ان چیلنجز (Challenges) کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

دعا

اے اللہ! تمام مسلمانوں کو باہمی اختلافات سے محفوظ فرما، ہم سب کو باہمی حقوق کی پامالی سے بچا، ہمیں اچھے کام کی توفیق وسعادت عطا فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت واُلفت کو اَور زیادہ فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.